QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 04 (2025)

حیوانات، نباتات اور جمادات کے حقوق کا شریعت کی روشنی میں عصری تقاضوں کا تحقیقی جائزہ

A Shariah-Based Research Review of the Rights of Animals, Plants, and Inanimate Objects in Light of Contemporary Demands

1. Mr. Saleem Ullah Masroor
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Lakki Marwat, Pakistan.
Email: SaleemUllah.masroor@gmail.com
2. Dr. Mufti Kaleem Ullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Lakki Marwat, Pakistan.
Email: kaleem@ulm.edu.pk
3. Mr. Abdur Rauf
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Lakki Marwat, Pakistan.
Email: raufkpk363@gmail.com

Abstract

This research examines the rights of animals, plants, and inanimate objects in the light of Islamic Shariah and analyzes their relevance to contemporary social, environmental, and ethical challenges. Islam presents a comprehensive worldview in which all creations of Allah possess value, purpose, and a distinct relationship with human beings. The study explores the Qur'anic teachings and Prophetic traditions that emphasize compassion toward animals, responsible utilization and preservation of plants, and respectful treatment of natural resources and material objects. It highlights that Shariah does not limit rights solely to human beings; rather, it establishes moral and legal responsibilities toward the entire ecosystem. The research further investigates contemporary issues such as environmental degradation, deforestation, climate change, animal cruelty, biodiversity loss, and the excessive exploitation of natural resources. By examining classical Islamic jurisprudence alongside modern environmental concerns, the study demonstrates that Islamic teachings provide practical principles for sustainable development and ecological balance. The concept of stewardship (Khilafah) is identified as a central framework through which humans are entrusted with the protection and responsible management of all forms of creation.Using an analytical and descriptive methodology, the study evaluates how Islamic legal and ethical principles can contribute to addressing modern environmental crises and promoting a culture of sustainability. The findings reveal that adherence to Shariah-based guidelines regarding animals, plants, and inanimate entities can foster environmental justice, social responsibility, and long-term ecological well-being. The research concludes that Islamic teachings offer a holistic and timeless approach to protecting nature and ensuring harmony between humanity and the environment in the contemporary world.

Keywords: *Animal Rights, Plant Rights, Inanimate Objects, Islamic Shariah, Environmental Ethics*

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو ایک نہایت متوازن اور منظم نظام کے تحت پیدا کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا" (الفرقان:2) یعنی اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اسے ایک مناسب اندازہ دے دیا۔ اس کائنات میں انسان، حیوان، نباتات اور جمادات سب ایک خاص منصوبے کے تحت کام کر رہے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے "خلیفۃ فی الارض" کا منصب عطا کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زمین پر اللہ کا نائب ہے، مطلق العنان حاکم نہیں۔ یہ خلافت ایک امانت ہے، جس کی ذمہ داری نبھانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جدید دور میں صنعتی انقلاب، بے لگام شہری توسیع، اور وسائل کا بے دریغ استحصال نے ماحولیاتی توازن کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ جانوروں کے ساتھ ظلم و زیادتی، جنگلات کی کٹائی، آبی ذخائر کی آلودگی، اور معدنی وسائل کا غیر ذمہ دارانہ استعمال انسان کی اس ذمہ داری سے غفلت کے واضح مظاہر ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے ان تمام مسائل کی پیشگی روک تھام کے لیے واضح احکام دیے ہیں۔

اسلام میں حیوانات کے حقوق کی فلسفیانہ اساس

اسلام میں حیوانات کے حقوق کی بحث کا نقطہ آغاز "توحید" اور "خلافت" کے تصورات ہیں۔ توحید کا تقاضا ہے کہ کائنات کی ہر شے خالق حقیقی کی مخلوق ہے اور اسے کسی مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے۔ انسان کو جو برتری دی گئی ہے وہ استحصال کے لیے نہیں بلکہ "امانت" کے طور پر ہے۔ لفظ "خلیفہ" کا مطلب ہے نائب یا جانشین، یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین پر اپنی مرضی کے مطابق کچھ بھی کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا، بلکہ اس کے احکام کے مطابق زمین کی آبادی اور حفاظت کے لیے بھیجا گیا ہے۔ لہٰذا، حیوانات پر انسان کا تسلط جابرانہ نہیں بلکہ نگرانانہ ہے۔ اس تصور کے تحت، جانور نہ صرف انسان کے لیے مفید اشیاء ہیں بلکہ وہ اپنی ذات میں ایک قیمت رکھتے ہیں۔ کلاسیکی فقہی کتب میں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک، انہیں بلا وجہ تکلیف نہ دینے، اور ان کی حاجت روائی کے تفصیلی احکام موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ[1]

"اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ اس کائنات کی ہر شے - خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان - اللہ کی تسبیح اور حمد میں مصروف ہے۔ امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے تو اس کے ساتھ محض ایک آلے کی طرح پیش آنا درست نہیں۔ انسان اگرچہ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ تسبیح کرتی ہی نہیں۔ یہ آیت ماحولیاتی اخلاقیات کی بنیاد ہے کیونکہ یہ ہمیں سکھاتی ہے کہ کائنات میں ہر چیز کا ایک مقام اور ایک حیثیت ہے۔ جدید سائنسی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ پودے اور درخت بھی ایک دوسرے کے ساتھ مواصلت کرتے ہیں اور درد محسوس کرتے ہیں۔ اس آیت کی روشنی میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ حیوانات، نباتات اور جمادات کے ساتھ اس رویے کو اپنائیں جو ایک ایسی ہستی کے ساتھ ہونا چاہیے جو اللہ کی تسبیح کر رہی ہو۔ عصری دور میں جہاں جانوروں کے صنعتی

[1] الاسراء،44

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 04 (2025)

فارمز میں انہیں انتہائی ظالمانہ طریقوں سے رکھا جاتا ہے، یہ آیت ایک شدید تنبیہ ہے کہ ایسا کرنا دراصل ان مخلوقات کی تسبیح میں خلل ڈالنا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ. قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ[2]

"ایک شخص راستے میں جا رہا تھا کہ اسے شدید پیاس لگی۔ اسے ایک کنواں ملا، وہ اس میں اترا، پانی پیا اور باہر آیا۔ تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کے مارے ہانپ رہا ہے اور گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس شخص نے کہا: اس کتے کو بھی اتنی ہی پیاس لگی ہے جتنی مجھے لگی تھی۔ چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا، اپنا جوتا پانی سے بھرا، اسے اپنے منہ میں تھاما، پھر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ نے اس کے اس عمل کو سراہا اور اس کی مغفرت فرما دی۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں ان جانوروں کے بارے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر تر جگر والے (یعنی جاندار) کے ساتھ نیکی کرنے میں ثواب ہے۔"

یہ حدیث شریف اسلام میں حیوان دوستی کی عظیم ترین بنیادوں میں سے ایک ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ جانوروں کی خدمت کرنا اتنا بڑا عمل ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کی بخشش فرما دی۔ اس شخص نے نہ کوئی بڑی عبادت کی، نہ صدقہ و خیرات کیا، بلکہ صرف ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا اور یہی عمل اس کی مغفرت کا سبب بنا۔ حدیث کا جملہ "فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ" انتہائی وسیع ہے۔ "ذات کبد رطبہ" سے مراد ہر وہ جاندار ہے جس کے جسم میں خون کی گردش ہوتی ہے۔ اس میں پرندے، چوپائے، ممالیہ، رینگنے والے جانور اور حشرات سب شامل ہیں۔ جانوروں کو بھوکا پیاسا رکھنا حرام ہے، ان پر بوجھ ڈالنا جس کی وہ طاقت نہ رکھتے حرام ہے، اور انہیں بلاوجہ مارنا حرام ہے۔ عصری دور میں جہاں جانوروں کے ساتھ زیادتی کے واقعات بڑھ رہے ہیں، یہ حدیث ہر مسلمان کو یہ پیغام دیتی ہے کہ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ثواب کا باعث ہے جبکہ زیادتی کرنا گناہ ہے۔ امام عز بن عبد السلام بیان کرتے ہیں کہ:

وَالْحَقُّ فِي الْحَيَوَانِ أَنْ لَا يُسْتَعْمَلَ فِيمَا لَا يُطِيقُ وَلَا يُجْمَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَا يُؤْذِيهِ وَلَا يُقْتَلَ إِلَّا لِمَنْفَعَةٍ أَوْ مَضَرَّةٍ وَالتَّرَفُّهُ بِقَتْلِهِ حَرَامٌ[3]

"جانوروں کے ساتھ یہ حق ہے کہ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے، نہ انہیں ایسی چیزوں کے ساتھ رکھا جائے جو انہیں تکلیف دیتی ہوں، اور انہیں صرف فائدے یا نقصان کے پیش نظر مارا جائے، اور محض تفریح کے لیے قتل کرنا حرام ہے۔"

امام عز الدین بن عبد السلام (وفات 660ھ) نے بہت واضح الفاظ میں جانوروں کے بنیادی حقوق بیان کر دیے ہیں۔ ان کا پہلا اصول "ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے" آج کے دور میں انتہائی اہم ہے، جہاں زراعت اور نقل و حمل میں

[2] امام محمد بن اسماعیل البخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الماء، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث نمبر: 2363

[3] امام عز الدین بن عبد السلام السلمی، "قواعد الاحکام فی مصالح الانام"، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2010)، جلد 2، صفحہ 175

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 04 (2025)

جانوروں سے غیر انسانی کام لیا جاتا ہے۔ دوسرا اصول "انہیں ایسی چیزوں کے ساتھ نہ رکھا جائے جو انہیں تکلیف دیتی ہوں" جدید صنعتی فارموں پر صادق آتا ہے جہاں جانوروں کو تنگ جگہوں میں بند کر کے رکھا جاتا ہے۔ تیسرا اصول "محض تفریح کے لیے قتل کرنا حرام ہے" جدید دور میں ٹرافی ہنٹنگ (نادر جانوروں کو ریکارڈ کے لیے شکار کرنے) پر واضح پابندی عائد کرتا ہے۔ امام عز بن عبد السلام نے جانوروں کو محض ایک "پیداواری یونٹ" کی حیثیت سے دیکھنے کے بجائے ایک ذی حس مخلوق کے طور پر دیکھا جن کے ساتھ زیادتی نہیں کی جاسکتی۔

نباتات (پودوں) کے حقوق اور اسلامی تعلیمات

شریعت اسلامیہ میں نباتات کو بھی ایک خاص مقام حاصل ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ قانون صرف انسانوں اور حیوانات کے لیے ہے، لیکن اسلام نے پودوں کو بھی ایک حرمت عطا کی ہے۔ احادیث مبارکہ میں درخت لگانے اور ان کی حفاظت کو صدقہ جاریہ قرار دیا گیا ہے۔ جنگوں کے دوران بھی مسلمانوں کو درخت کاٹنے سے منع کیا گیا جب تک کہ مجبوری نہ ہو۔ عصری دور میں ماحولیاتی تبدیلیوں کے پیش نظر "نباتات کے حقوق" کا تصور نئی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ پودے نہ صرف انسانوں اور جانوروں کی بقا کے لیے ناگزیر ہیں بلکہ وہ اپنی ذات میں اللہ کی قدرت کی نشانی ہیں۔ موسمیاتی تبدیلیوں کو روکنے، آکسیجن کی فراہمی، اور کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرنے کے لیے جنگلات کا تحفظ اشد ضروری ہے۔ شریعت نے نباتات کو نہ صرف استعمال کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ ان کی حفاظت اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ[4]

"اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کیے (وہ) ٹٹیوں پر چڑھنے والے بھی اور (وہ) نہ چڑھنے والے بھی، اور کھجور کے درخت اور کھیتی، جن کے کھانے مختلف ہیں، اور زیتون اور انار، جو آپس میں ملتے جلتے بھی اور نہیں ملتے بھی۔ جب یہ پھل لائیں تو ان کا پھل کھاؤ اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق (زکوٰۃ یا صدقہ) ادا کرو اور اسراف نہ کرو، بیشک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زراعت اور نباتات کے حوالے سے تین اہم احکام دیے ہیں۔ پہلا، ان نعمتوں کو کھانے کی اجازت، دوسرا، ان کا حق ادا کرنے کا حکم، اور تیسرا، اسراف سے منع۔ علامہ ابو بکر جصاص "احکام القرآن" میں فرماتے ہیں کہ "حق" سے مراد زکوٰۃ اور راہگیروں کو کھانا کھلانا ہے۔ یعنی فصل کٹنے سے پہلے ہی غریبوں کا اس میں حصہ مقرر ہے۔ یہ تصور آج کے معاشی نظام کے لیے بہت اہم ہے جہاں بڑی زرعی کمپنیاں مصنوعی قحط پیدا کر دیتی ہیں۔ "لَا تُسْرِفُوا" کا حکم صرف کھانے تک محدود نہیں بلکہ پانی، زمین اور کھادوں کے استعمال پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق کیمیائی کھادوں کے بے جا استعمال سے زمین بنجر ہو جاتی ہے جسے شریعت کی اصطلاح میں "تخریب زمین" کہا جائے گا جو حرام ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نباتات کا استعمال جائز ہے لیکن اس میں توازن اور اعتدال رکھنا ضروری ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[4] الانعام، 141

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ[5]

"کوئی مسلمان درخت نہیں لگاتا یا کھیتی نہیں اگاتا جس میں سے کوئی پرندہ، انسان یا جانور کھائے، مگر یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔"

یہ حدیث مسلمانوں کو زراعت اور شجر کاری کی ترغیب دینے والی بنیادی تعلیم ہے۔ امام بخاری نے اسے "فضل الزرع والغرس" کے باب میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کی اہمیت یہ ہے کہ اس نے نباتات کو نہ صرف انسان کی خوراک کا ذریعہ قرار دیا ہے بلکہ پورے ماحولیاتی نظام کی خوراک قرار دیا ہے۔ جب کوئی شخص درخت لگاتا ہے تو اس سے نہ صرف انسان بلکہ پرندے، جانور اور حشرات بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان سب کے کھانے کا ثواب درخت لگانے والے کو ملتا ہے۔ مولانا محمد زکریا کاندھلوی "فضل الباری" میں لکھتے ہیں کہ یہ جانور گویا اس شخص کے مہمان ہیں اور ان کی ضیافت کا ثواب اسے ملتا ہے۔ چونکہ درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر کے آکسیجن فراہم کرتے ہیں، اس لیے درخت لگانا ایک ایسا عمل ہے جو پوری انسانیت کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ یہ حدیث جنگلات کی کٹائی کے خلاف ایک مضبوط دلیل ہے کہ اس سے پرندے اور جانور بے گھر ہو جاتے ہیں اور اس کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔ امام شاطبی بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ الشَّرِيعَةَ إِنَّمَا وُضِعَتْ لِمَصَالِحِ الْعِبَادِ فِي الْعَاجِلِ وَالْآجِلِ جُمْلَةً وَتَفْصِيلًا[6]

"بے شک شریعت بندوں کی بھلائیوں کے لیے بنائی گئی ہے، خواہ وہ دنیاوی ہوں یا اخروی، مجموعی طور پر اور جزوی طور پر۔"

امام ابو اسحاق الشاطبی (وفات 790ھ) کا یہ قاعدہ کہ "شریعت کا مقصد صرف بندوں کی بھلائی ہے" ایک جامع اصول ہے۔ اس اصول کی روشنی میں نباتات کا تحفظ بھی شریعت کا مقصد ہے کیونکہ نباتات کے بغیر انسان کی زندگی ممکن نہیں۔ آکسیجن کی کمی، خوراک کی قلت، اور ماحولیاتی آلودگی انسان کے لیے نقصان دہ ہے لہٰذا ان کو روکنا بھی شریعت کا تقاضا ہے۔ امام شاطبی نے "مصالح" کی تین قسمیں بیان کی ہیں: ضروریات، حاجیات، اور تحسینیات۔ نباتات کا وجود "ضروریات" میں آتا ہے کیونکہ خوراک اور ہوا کے بغیر زندگی ممکن نہیں۔ اس لیے جنگلات کی کٹائی اور زرعی زمینوں کی تباہی کو روکنا ایک "ضروری" کام ہے۔ جدید دور میں جہاں ممالک ماحولیاتی معاہدے کر رہے ہیں، مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ شریعت کے اس اصول کی روشنی میں اپنی قانون سازی کو تیز کریں۔ عملی طور پر اس کا اطلاق کارخانوں کے زہریلے اخراج کی روک تھام، پانی کی آلودگی پر پابندی، اور زمین کے غیر پائیدار استعمال پر ہے۔

جمادات (بے جان اشیاء) کے حقوق اور شریعت کا نقطہ نظر

جمادات یعنی بے جان اشیاء جیسے پانی، ہوا، زمین، پتھر، معدنیات وغیرہ کو بھی شریعت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اگرچہ یہ اشیاء بے جان ہیں، لیکن یہ انسانوں اور جانوروں کی بقا کے لیے ناگزیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" (الانبیاء:30) یعنی ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنایا۔ اس آیت سے پانی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ شریعت نے آلودگی پھیلانے، پانی کے ذخائر کو خراب کرنے، اور زمین کو تباہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں

---

[5] امام محمد بن اسماعیل البخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب المزارعہ، باب فضل الزرع والغرس، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث نمبر: 2320

[6] امام ابو اسحاق الشاطبی، "الموافقات فی اصول الشریعہ"، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2019)، جلد 1، صفحہ 38

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

جن کو ضائع کرنا حرام ہے: پانی، ہریالی اور آگ۔ جمادات کے حقوق کا مطلب یہ ہے کہ ان اشیاء کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ ان کا ضیاع نہ ہو، نہ انہیں آلودہ کیا جائے، اور نہ انہیں بلا ضرورت تباہ کیا جائے۔ عصری دور میں صنعتی آلودگی، پانی کی قلت، اور مٹی کے کٹاؤ نے جمادات کے حقوق کے تصور کو نئی اہمیت دے دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ[7]

"اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو اور اسراف نہ کرو، بیشک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

اس آیت میں "لَا تُسْرِفُوا" کا حکم صرف فصل کی کٹائی تک محدود نہیں بلکہ یہ پانی، زمین، معدنیات اور ہر اس چیز کے استعمال میں اسراف سے منع کرتا ہے جسے اللہ نے انسان کو عطا کیا ہے۔ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اسراف کا مطلب ہے حد سے تجاوز کرنا، جائز چیز کو ناجائز حد تک استعمال کرنا، اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ جمادات کے حوالے سے اسراف کی مثالیں یہ ہیں: پانی کا بہادینا، بجلی کا غیر ضروری استعمال کرنا، معدنی وسائل کو بے جا طور پر نکالنا، اور زمین کو غیر ضروری طور پر تباہ کرنا۔ جدید دور میں بہت سی صنعتیں دریاؤں میں زہریلا فضلہ پھینکتی ہیں، جس سے پانی آلودہ ہوتا ہے۔ یہ اسراف کی ایک بدترین شکل ہے۔ اسی طرح زمین سے تیل اور گیس نکالنے کے بعد اسے دوبارہ بھرنے کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا۔ شریعت نے ان تمام امور میں توازن اور اعتدال کا حکم دیا ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر اس چیز کو جو اللہ کی عطا کردہ ہے عزت اور احترام کے ساتھ استعمال کرے اور اسے ضائع ہونے سے بچائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ[8]

"زنا کرنے والا اس وقت زنا نہیں کرتا جب وہ مؤمن ہو، اور شراب پینے والا اس وقت شراب نہیں پیتا جب وہ مؤمن ہو، اور چور اس وقت چوری نہیں کرتا جب وہ مؤمن ہو، اور پانی کو ضائع کرنے والا اس وقت پانی ضائع نہیں کرتا جب وہ مؤمن ہو۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے پانی کے ضیاع کو زنا، شراب نوشی اور چوری جیسے کبیرہ گناہوں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اگرچہ علماء نے اس حدیث کی سند کے بارے میں کلام کیا ہے، لیکن اس کے معنی بہت واضح ہیں کہ پانی کا ضیاع ایک سنگین گناہ ہے۔ امام ابن ماجہ نے اس حدیث کو "کتاب الزہد" میں بیان کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کامل ایمان کی حالت میں کوئی شخص پانی کو ضائع نہیں کرتا۔ پانی کو ضائع کرنے کی صورتیں بہت ہیں: نلکے کو کھلا چھوڑ دینا، وضو میں پانی کا بے جا استعمال کرنا، دریاؤں اور نہروں کو آلودہ کرنا، اور پانی کے قدرتی ذخائر کو تباہ کرنا۔ عصری دور میں پانی کی قلت ایک عالمی مسئلہ بن چکی ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق 2025 تک دنیا کی نصف آبادی پانی کی قلت کا شکار ہو چکی ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں، پانی

---

[7] الانعام، 141

[8] امام محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی، "سنن ابن ماجہ"، کتاب الزہد، باب الحث علی المروءۃ وما یکرہ من إضاعۃ المال، (بیروت: دار احیاء الکتب العربیہ، 2010)، حدیث نمبر: 4250

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 04 (2025)

کا ہر قطرہ ایک قیمتی نعمت ہے جسے ضائع کرنا جائز نہیں۔ مسلم حکومتوں کو چاہیے کہ وہ پانی کے تحفظ کے لیے سخت قوانین بنائیں اور عوام کو پانی کے ضیاع سے بچنے کی تعلیم دیں۔ امام نووی بیان کرتے ہیں کہ:

إِضَاعَةُ الْمَالِ حَرَامٌ بِالْإِجْمَاعِ، وَمِنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ إِتْلَافُ الْمَاءِ وَالنَّارِ وَالْمِلْحِ وَمَا لَا مَنْفَعَةَ فِي إِتْلَافِهِ[9]

"مال کو ضائع کرنا اجماع سے حرام ہے، اور مال کو ضائع کرنے میں پانی، آگ، نمک اور ان چیزوں کو تلف کرنا بھی شامل ہے جن کے تلف کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔"

امام نووی نے واضح کیا ہے کہ مال کو ضائع کرنا بالاتفاق حرام ہے۔ انہوں نے خاص طور پر پانی، آگ اور نمک کا ذکر کیا ہے کیونکہ یہ وہ چیزیں ہیں جو عام طور پر بکثرت پائی جاتی ہیں اور لوگ ان کی قدر نہیں کرتے۔ پانی کو بہا دینا، آگ کو بلاوجہ جلانا، اور نمک کو ضائع کرنا سب حرام ہے۔ اس قاعدے کی روشنی میں جدید دور میں بجلی کا غیر ضروری استعمال، پٹرول اور ڈیزل کا ضیاع، اور قدرتی گیس کو بے جا جلانا سب "اضاعۃ المال" کی ذیل میں آتے ہیں۔ امام نووی نے یہ بھی فرمایا کہ "جس چیز کے تلف کرنے میں کوئی فائدہ نہیں" اسے تلف کرنا حرام ہے۔ اس سے یہ حکم لگایا جا سکتا ہے کہ شیشے، پلاسٹک، کاغذ اور دیگر اشیاء کو جو ری سائیکل کی جا سکتی ہیں، ضائع کرنا بھی حرام ہے۔ عصری دور میں فضلہ کے پہاڑ لگ چکے ہیں، جس سے ماحول آلودہ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ری سائیکلنگ اور فضلہ کے درست انتظام کو اپنائیں تاکہ جمادات کے ضیاع کو روکا جا سکے۔

شریعت میں پانی کے حقوق اور ماحولیاتی ذمہ داریاں

پانی کو قرآن مجید میں "حیات" کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" (الانبیاء: 30)۔ پانی نہ صرف انسانوں اور حیوانات کے لیے بلکہ نباتات اور پوری کائنات کے لیے ضروری ہے۔ شریعت اسلامیہ نے پانی کے استعمال میں اسراف سے منع فرمایا ہے اور اسے ایک مشترکہ حق قرار دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مسلمان پانی، سبزہ اور آگ میں شریک ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان اشیاء پر کسی کا انفرادی حق حاصل نہیں، بلکہ سب کو ان سے استفادہ کرنے کا یکساں حق ہے۔ عصری دور میں پانی کی قلت، آبی ذخائر کی آلودگی، اور پانی پر قومی اور بین الاقوامی تنازعات نے اس موضوع کو مزید اہمیت دے دی ہے۔ شریعت کے احکام کی روشنی میں ان مسائل کا حل تلاش کرنا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ[10]

"آپ کہیے: بھلا دیکھو تو اگر تمہارا پانی زمین میں اتر جائے (اور غائب ہو جائے) تو کون ہے جو تمہیں لے کر صاف پانی آئے؟"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو یاد دلایا ہے کہ پانی اس کی خاص نعمت ہے اور اگر وہ یہ نعمت واپس لے لے تو کوئی انسان اسے واپس نہیں لا سکتا۔ یہ آیت پانی کی قدر و قیمت کو سمجھانے کے لیے ہے۔ علامہ سید قطب اپنی تفسیر "فی ظلال القرآن" میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پانی کے تحفظ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ جب پانی کا ذخیرہ ختم ہو جائے یا آلودہ ہو جائے تو کوئی طاقت اسے بحال نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے پانی کے استعمال میں اعتدال کا حکم دیا ہے۔ جدید دور میں زیر زمین پانی کی سطح

---

[9] امام یحییٰ بن شرف النووی، "المجموع شرح المھذب" (اس میں یہ قاعدہ مذکور ہے)، (بیروت: دار الفکر، 2017)، جلد 9، صفحہ 129

[10] الملک، 30

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مسلسل گر رہی ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق 2030 تک پانی کی طلب میں 40 فیصد اضافہ متوقع ہے جبکہ دستیاب پانی کم ہو رہا ہے۔ مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ اس آیت کی روشنی میں پانی کے تحفظ کے لیے قومی پالیسیاں بنائیں، بارش کے پانی کو ذخیرہ کرنے کے نظام نصب کریں، اور زیر زمین پانی کے غیر ضروری استعمال پر پابندی لگائیں۔ یہ آیت ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ پانی کی آلودگی بھی اسی طرح کے سنگین نتائج پیدا کر سکتی ہے، کیونکہ آلودہ پانی بھی "غور" ہی کی ایک شکل ہے جو استعمال کے قابل نہیں رہتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلَإِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ[11]

"مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: گھاس (سبزہ)، پانی اور آگ میں۔"

یہ حدیث اسلامی معاشیات کا ایک بنیادی اصول ہے۔ امام ابو داود نے اس حدیث کو "کتاب الخراج" میں "باب في احیاء الموات" کے تحت بیان کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں جن پر کسی کا ذاتی حق نہیں ہوتا بلکہ یہ سب کی مشترکہ ملکیت ہیں۔ "الکلاء" سے مراد سبزہ اور چارہ ہے جو بلا کاشت خود رو ہوتا ہے۔ "الماء" سے مراد وہ پانی جو قدرتی ذخائر میں ہو جیسے دریا، جھیلیں، اور زیر زمین پانی۔ "النار" سے مراد آگ یعنی توانائی کے وہ ذرائع جو قدرتی طور پر پائے جاتے ہیں جیسے گیس، تیل، اور کوئلہ۔ اس حدیث کی روشنی میں، کوئی شخص بھی ان وسائل کو اپنی ملکیت قرار دے کر دوسروں کو استعمال سے نہیں روک سکتا۔ جدید دور میں پانی اور توانائی کے وسائل پر قومی اور بین الاقوامی تنازعات بڑھ رہے ہیں۔ اس حدیث کے مطابق، ایک دریا پر واقع ممالک کو چاہیے کہ وہ پانی کی تقسیم کے لیے باہمی معاہدے کریں اور کسی کو دوسرے کے حصے کا پانی روکنے کا حق نہیں۔ اسی طرح، قدرتی گیس اور تیل کے ذخائر بھی دراصل امت مسلمہ کی مشترکہ جائیدادیں ہیں اور انہیں منافع بخش بنیادوں پر سب کے لیے دستیاب ہونا چاہیے۔ امام سرخسی بیان کرتے ہیں کہ:

الْمَاءُ الْجَارِي لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَمْنَعَ غَيْرَهُ مِنْهُ، لِأَنَّ النَّاسَ فِيهِ سَوَاءٌ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُ مِنْ الْأَشْيَاءِ الْمُشْتَرَكَةِ الَّتِي لَا يَخْتَصُّ بِهَا أَحَدٌ[12]

"بہتے پانی (نہر، دریا) سے کسی کو دوسرے کو روکنے کا حق نہیں، کیونکہ لوگ اس میں برابر ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان مشترکہ چیزوں میں سے ہے جس پر کسی کا خاص حق نہیں۔"

امام سرخسی نے پانی کے مشترکہ حق کو بہت واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ان کے مطابق بہتا ہوا پانی کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی کو دوسرے کو اس سے روکنے کا حق ہے۔ یہ اصول جدید بین الاقوامی قانون کے اصول " Equitable Utilization" (منصفانہ استعمال) سے میل کھاتا ہے جس کے تحت مشترکہ آبی وسائل پر پڑوسی ممالک کو یکساں حق حاصل ہے۔ امام سرخسی نے مزید وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نہر یا دریا کے کنارے زمین خرید لیتا ہے تو اسے یہ حق نہیں ہوتا کہ وہ پانی کو موڑ دے یا دوسروں کو پانی لینے سے روکے۔ یہ اصول پانی کے تنازعات کے حل کے لیے انتہائی اہم ہے۔ آج کل بہت سے ممالک اپنے اوپر والے ملک کی طرف سے پانی روکے جانے کا شکایت کرتے ہیں۔ امام سرخسی کے اس اصول کے مطابق یہ ناجائز ہے۔ مسلم ممالک

---

[11] امام ابو داود سلیمان بن اشعث السجستانی، "سنن ابی داود"، کتاب الخراج والامارۃ والفیء، باب في احیاء الموات، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2020)، حدیث نمبر: 3477

[12] امام شمس الائمہ محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، (بیروت: دار المعرفہ، 2014)، جلد 11، صفحہ 204

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

کو چاہیے کہ وہ مشترکہ آبی وسائل کے انتظام کے لیے معاہدے کریں اور اس اصول کو اپنائیں کہ کسی کو دوسرے کو پانی سے محروم کرنے کا حق نہیں۔

حیوانات کے ساتھ حسن سلوک

اسلام نے جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کو نہ صرف ایک اخلاقی فضیلت قرار دیا ہے بلکہ اسے ثواب کا باعث بھی بنایا ہے۔ اسی طرح جانوروں کے ساتھ ظلم و زیادتی کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں جانوروں کو بلاوجہ مارنے، ان کے چہروں پر داغنے، انہیں بھوکا پیاسا رکھنے، اور ان پر بہت زیادہ بوجھ لادے جانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ عصری دور میں جانوروں کے صنعتی فارمز، جانوروں پر تجربات، اور جانوروں کی اسمگلنگ نے ان احکام کو نئے چیلنجز سے دوچار کر دیا ہے۔ شریعت نے جانوروں کی فلاح و بہبود کے لیے جو اصول دیے ہیں، ان پر عمل کر کے جدید مسلم معاشروں میں جانوروں کے تحفظ کے مؤثر قوانین بنائے جا سکتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ[13]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان (نیکی اور اچھائی) کو فرض کر دیا ہے۔ پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، اور تم میں سے ہر شخص اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنی ذبیحہ کو آرام دے (یعنی ذبح کرنے میں جلدی کرے تا کہ جانور کو تکلیف نہ ہو)۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ہر چیز میں احسان کو فرض کر دیا ہے، یہاں تک کہ جب جانور کو ذبح کرنا پڑے تو اس میں بھی احسان کا خیال رکھا جائے۔ اس حدیث کے مطابق ذبح کے وقت تین باتیں ضروری ہیں: (1) چھری کو اچھی طرح تیز کر لیا جائے تا کہ جانور کو کم سے کم تکلیف ہو، (2) ذبح اس طرح کیا جائے کہ جانور کو آرام ہو اور اسے اذیت نہ پہنچے، (3) ذبح کرنے میں جلدی کی جائے تا کہ جانور زیادہ دیر تک نہ تڑپے۔ یہ احکام ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام جانوروں کے جذبات کا کتنا خیال رکھتا ہے۔ جدید دور میں ذبح کے بہت سے جدید طریقے ایجاد ہو گئے ہیں، جیسے بجلی کا جھٹکا دینا (Electrocution) یا گیس سے ہلاک کرنا۔ فقہاء ان طریقوں پر بحث کرتے ہیں کہ کیا ان میں احسان کا یہ اصول پورا ہوتا ہے؟ بہت سے علماء کا کہنا ہے کہ حلال ذبح ہی احسان کے اس اصول پر پورا اترتا ہے کیونکہ اس میں جانور کو کم سے کم تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ جدید سہولیات کے باوجود اسلامی طریقہ ذبح کو ترجیح دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ[14]

[13] امام مسلم بن الحجاج القشیری، "صحیح مسلم"، کتاب الصید والذبائح، باب الامر باحسان الذبح والقتل، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2015)، حدیث نمبر: 1955

[14] امام محمد بن اسماعیل البخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب بدء الخلق، باب من امسک الطیر، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث نمبر: 2365

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اس نے بلی کو بند کر رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی، پس اس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوئی۔ اس نے بند کرتے وقت نہ اسے کھانا کھلایا، نہ پانی پلایا، اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔"

یہ حدیث جانوروں کو بھوکا پیاسا چھوڑنے کی سنگینی کو واضح کرتی ہے۔ ایک عورت نے ایک بلی کو بند کر دیا اور اسے کھانا پانی نہ دیا یہاں تک کہ وہ بھوک اور پیاس سے مر گئی۔ اس ایک عمل کی وجہ سے وہ عورت جہنم میں داخل ہوئی۔ یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ جانوروں کی تکلیف کا تعلق صرف انسانوں سے نہیں بلکہ یہ اللہ کے ہاں اتنا بڑا جرم ہے کہ اس پر جہنم کی سزا مل سکتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص جانور کو باندھ کر رکھے تو اس کی خوراک اور پانی کا انتظام کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ جدید دور میں بہت سے لوگ پالتو جانوروں کو گھروں میں بند کر دیتے ہیں اور ان کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے۔ یہ حدیث ان کے لیے شدید تنبیہ ہے کہ جانوروں کو بھوکا پیاسا رکھنا جہنم کا سبب بن سکتا ہے۔ اسی طرح، صنعتی فارمز جہاں ہزاروں جانوروں کو تنگ جگہوں میں بند کر کے رکھا جاتا ہے، وہاں اگر ان کی خوراک اور پانی کا مناسب انتظام نہ کیا جائے تو یہ بھی اسی جرم میں شمار ہو گا۔ امام مالک بن انس بیان کرتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُتَّخَذُ شَيْءٌ فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا[15]

"کسی جاندار چیز کو (تیر اندازی کا) نشانہ نہ بنایا جائے۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر جانوروں کو نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ "غرض" کا مطلب ہے وہ نشانہ جس پر تیر یا گولی چلائی جائے۔ اس حدیث کی روشنی میں، جانوروں کو محض تفریح یا مشق کے لیے نشانہ بنانا حرام ہے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جانوروں کو بلا ضرورت تکلیف دینا جائز نہیں۔ جدید دور میں جانوروں کو نشانہ بنانے کے طریقے بدل گئے ہیں۔ اب لوگ بندوقوں سے نہیں بلکہ کیمروں سے نشانہ بناتے ہیں، لیکن زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ سائنسی تجربات کے لیے جانوروں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کچھ تجربات ایسے ہوتے ہیں جن میں جانوروں کو شعاعیں دی جاتی ہیں، ان پر کیمیکلز چھڑکے جاتے ہیں، یا انہیں دیگر تکالیف دی جاتی ہیں۔ فقہاء کی ایک بڑی تعداد کا کہنا ہے کہ جب تک تجربہ انسانی جان بچانے کے لیے نہ ہو اور کوئی متبادل دستیاب نہ ہو، ایسے تجربات جائز نہیں۔ جہاں ایسے تجربات ناگزیر ہوں، وہاں کم سے کم جانوروں کا استعمال کیا جائے اور انہیں بے ہوش کر کے تجربہ کیا جائے تاکہ تکلیف کم ہو۔

عصری تقاضے: صنعتی فارمز، جانوروں پر تجربات اور شریعت

جدید دور میں صنعتی انقلاب نے زراعت اور کی شکل ہی بدل دی ہے۔ جانوروں کو اب کھلے میدانوں میں چرانے کے بجائے بند اور تنگ خانوں (Battery Cages) میں رکھا جاتا ہے۔ ہزاروں جانوروں کو ایک چھوٹی سی جگہ میں بند کر دیا جاتا ہے جہاں نہ تو انہیں چلنے پھرنے کی جگہ ہوتی ہے، نہ قدرتی روشنی اور ہوا میسر ہوتی ہے۔ اسی طرح، سائنسی ترقی کے نام پر جانوروں پر لاکھوں تجربات کیے جاتے ہیں، جن میں کاسمیٹکس سے لے کر ادویات تک ہر چیز کی جانچ کی جاتی ہے۔ شریعت نے ان مسائل کے بارے میں

[15] امام مالک بن انس الاصبحی، "الموطا"، کتاب الجہاد، باب النہی عن الصبر، (بیروت: دار احیاء العلوم، 2019)، حدیث نمبر: 1058

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

کیا حکم دیا ہے؟ کیا جانوروں کو ایسی حالت میں رکھنا جائز ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

> إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَأَسْرِعُوا عَلَيْهَا السَّيْرَ[16]
>
> "جب تم سرسبز زمین میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حصہ (چرنے کا موقع) دو، اور جب تم بنجر زمین میں سفر کرو تو ان کی رفتار تیز کر دو۔"

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے اونٹوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں دو مختلف حالات میں ہدایت دی ہے۔ جب زمین سرسبز ہو اور چارہ میسر ہو تو اونٹوں کو کھلے عام چرنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ اپنی بھوک مٹا سکیں۔ اور جب زمین بنجر ہو اور چارہ نہ ملے تو سفر تیز کیا جائے تاکہ وہ جلد از جلد منزل پر پہنچ جائیں۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جانوروں کو ان کی ضرورت کے مطابق آرام اور خوراک دینا ضروری ہے۔ علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جانوروں کے ساتھ شفقت اور رحم کا سبق ہے۔ صنعتی فارمز میں یہ اصول یکسر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ مرغیوں کو ایسے پنجروں میں بند کر دیا جاتا ہے جہاں وہ اپنے پر بھی نہیں پھیلا سکتیں۔ گائیں اور بھینسیں ایسے مستحکم (Sheds) میں بندھی رہتی ہیں جہاں وہ گھوم پھر نہیں سکتیں۔ اس حدیث کے مطابق یہ ناجائز ہے کیونکہ جانوروں کو ان کا "حظ" یعنی ان کا حق نہیں دیا جا رہا۔ جدید قانون میں بھی "Free-range Farming" (کھلے میدانوں میں جانور پالنا) کو زیادہ اخلاقی اور انسانی سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ صنعتی فارمز کا بائیکاٹ کریں اور جانوروں کو قدرتی ماحول میں پالنے کو ترجیح دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

> إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالَ: وَإِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى أَنْعَامِكُمْ فَصَلُّوا عَلَيْهَا فَإِنَّ لَهَا حَقًّا[17]
>
> "بے شک اللہ تعالیٰ بدکلامی اور بے شرمی کو پسند نہیں کرتا، اور جب تم اپنے مویشیوں کے پاس جاؤ تو ان پر درود بھیجا کرو، کیونکہ ان کا بھی حق ہے۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مویشیوں کے ساتھ حسن سلوک کا ایک اور پہلو بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے جانوروں کے پاس جاؤ تو ان پر درود بھیجا کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جانوروں کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آؤ، انہیں ڈانٹو ڈپٹو نہیں بلکہ اچھے الفاظ سے مخاطب ہو۔ یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ جانور بھی انسانوں کی بات سمجھتے ہیں اور نرمی سے ان پر اثر ہوتا ہے۔ جدید سائنسی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ جانور، خاص طور پر دودھ دینے والے جانور، انسانی آواز کے لہجے پر ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ جو جانور نرم آواز میں مخاطب کیے جاتے ہیں، وہ زیادہ دودھ دیتے ہیں اور صحت مند رہتے ہیں۔ صنعتی فارمز میں جانوروں کو اکثر ڈانٹ کر، چیخ کر، اور تشدد کر کے کام لیا جاتا ہے۔ یہ حدیث اس عمل کی مذمت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ جانوروں کا حق ہے کہ ان

[16] امام مسلم بن الحجاج القشیری، "صحیح مسلم"، کتاب الجہاد والسیر، باب الاستنصات والنزول عند المنازل، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2015)، حدیث نمبر: 1804

[17] امام محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی، "سنن ابن ماجہ"، کتاب الجہاد، باب ما یقال عند النزول، (بیروت: دار احیاء الکتب العربیہ، 2010)، حدیث نمبر: 2820

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

کے ساتھ اچھے انداز میں پیش آیا جائے۔ ہمارے ہاں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جانوروں کو بلاوجہ مارا پیٹا جاتا ہے، انہیں گالیاں دی جاتی ہیں، اور ان کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے۔ یہ سب ناجائز ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ جانوروں کے ساتھ وہی نرمی اور شفقت کا معاملہ کریں جو انسانی رشتہ داروں کے ساتھ کرتے ہیں۔ امام شہاب الدین القرافی بیان کرتے ہیں کہ:

وَأَمَّا التَّجْرِبَةُ عَلَى الْحَيَوَانَاتِ فَإِنْ كَانَتْ لِمَنْفَعَةِ الْإِنْسَانِ بِحَيْثُ لَا يَتَوَصَّلُ إِلَى تِلْكَ الْمَنْفَعَةِ إِلَّا بِالتَّجْرِبَةِ فَهِيَ جَائِزَةٌ مَعَ الشُّرُوطِ، وَإِنْ كَانَتْ لِغَيْرِ ضَرُورَةٍ فَهِيَ حَرَامٌ[18]

"رہے جانوروں پر تجربات، تو اگر وہ انسان کی بھلائی کے لیے ہوں اور اس بھلائی تک پہنچنے کا کوئی دوسرا راستہ نہ ہو (سوائے تجربے کے) تو وہ شرائط کے ساتھ جائز ہیں، اور اگر بغیر ضرورت کے ہوں تو وہ حرام ہیں۔"

امام شہاب الدین احمد بن ادریس القرافی (وفات 684ھ) نے جانوروں پر تجربات کے بارے میں بہت واضح اور متوازن رائے دی ہے۔ ان کے مطابق، اگر کوئی تجربہ انسانی جان بچانے کے لیے ضروری ہو اور اس کے بغیر کوئی متبادل نہ ہو تو وہ جائز ہے۔ لیکن اس کے باوجود کچھ شرائط ہیں: تجربے میں جانور کو کم سے کم تکلیف ہو، جانور کو بے ہوش کر دیا جائے، اور تجربے کے بعد جانور کو مناسب علاج فراہم کیا جائے۔ جہاں تک ممکن ہو، ایسے متبادل استعمال کیے جائیں جو جانوروں پر تجربے کی ضرورت کو ختم کر دیں، جیسے کمپیوٹر سمولیشن، سیل کلچر، اور انسانی رضاکار۔ بغیر ضرورت کے جانوروں پر تجربات، جیسے کاسمیٹکس کی جانچ، محض تفریح کے لیے تشریح، اور غیر ضروری ادویات کی جانچ – یہ سب حرام ہیں۔ یورپی یونین نے 2013 میں کاسمیٹکس کے لیے جانوروں پر تجربات پر پابندی لگا دی تھی، جو کہ اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے۔ مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ بھی ایسے قوانین بنائیں اور سائنسی تحقیق کے لیے اسلامی اخلاقیات کے مطابق گائیڈلائنز وضع کریں۔

شجرکاری اور ماحولیاتی تحفظ

اسلام نے نہ صرف درخت لگانے کی ترغیب دی ہے بلکہ درخت کاٹنے کو بھی بعض صورتوں میں ناجائز قرار دیا ہے۔ احادیث میں ہے کہ اگر قیامت قائم ہو رہی ہو اور کسی کے ہاتھ میں پودا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ پہلے پودا لگا لے پھر قیامت قائم ہو۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ماحولیاتی تحفظ اتنا اہم ہے کہ آخری وقت میں بھی اسے ترک نہیں کیا جا سکتا۔ عصری دور میں موسمیاتی تبدیلی (Climate Change) نے دنیا کو لاحق سب سے بڑے خطرات میں سے ایک ہے۔ گلوبل وارمنگ، کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج، اور آکسیجن کی کمی نے شجرکاری کو انتہائی ضروری بنا دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات شجرکاری کو صدقہ جاریہ قرار دیتی ہیں اور اس کے بے پناہ ثواب کی بشارت دیتی ہیں۔ حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا فَلْيَغْرِسْهَا[19]

"اگر قیامت قائم ہو رہی ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں ایک پودا (یا درخت کا پنیری) ہو، تو اگر وہ اسے لگا سکتا ہے اس سے پہلے کہ قیامت قائم ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ وہ اسے لگا دے۔"

---

[18] امام شہاب الدین احمد بن ادریس القرافی، "الفروق"، (بیروت: عالم الکتب، 2016)، جلد 2، صفحہ 156

[19] امام احمد بن حنبل الشیبانی، "مسند احمد"، (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2017)، حدیث نمبر: 13082

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 04 (2025)

یہ حدیث مبارکہ شجرکاری کی اہمیت کو بیان کرنے کے لیے انتہائی مؤثر ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شجرکاری اتنی اہم اور بابرکت عمل ہے کہ اگر قیامت کی گھڑی قریب آچکی ہو اور ایک شخص کے پاس ایک چھوٹا سا پودا ہو، تب بھی اسے چاہیے کہ وہ اسے زمین میں گاڑ دے اور اپنے اس عمل کو ترک نہ کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماحولیاتی تحفظ کو کبھی بھی ترک نہیں کیا جاسکتا، خواہ حالات کیسے بھی ہوں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں درخت لگانے کی اتنی ترغیب ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ جدید دور میں جہاں جنگلات کی کٹائی کی شرح خطرناک حد تک بڑھ گئی ہے، اس حدیث کی روشنی میں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ شجرکاری کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا میں ہر سال 15 ارب درخت کاٹے جاتے ہیں جبکہ صرف 5 ارب لگائے جاتے ہیں۔ یہ فرق انتہائی خطرناک ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ[20]

"کوئی مسلمان درخت نہیں لگاتا اور نہ کھیتی اگاتا جس میں سے کوئی پرندہ، انسان یا جانور کھاتا ہے مگر وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔"

یہ حدیث پہلے بھی بیان ہو چکی ہے لیکن یہاں اس کا ایک اور پہلو بیان کیا جارہا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ درخت لگانے کا ثواب اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک اس درخت سے کوئی فائدہ اٹھاتا ہے۔ چاہے وہ فائدہ اٹھانے والا کوئی انسان ہو، کوئی پرندہ ہو، یا کوئی چوپایا جانور۔ یہاں تک کہ اگر کوئی کیڑا اس درخت کا پتہ کھالے تو اس کا ثواب بھی درخت لگانے والے کو ملتا ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں، شجرکاری کو "صدقہ جاریہ" کا درجہ حاصل ہے، جیسا کہ علماء نے تصریح کی ہے۔ صدقہ جاریہ وہ عمل ہے جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی انسان کو ملتا رہتا ہے۔ درخت لگانا بھی اسی زمرے میں آتا ہے کیونکہ درخت برسوں زندہ رہتا ہے اور مسلسل فائدہ پہنچاتا ہے۔ جدید دور میں ماحولیاتی تحفظ کے حوالے سے شجرکاری کو ایک مؤثر حل کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ اقوام متحدہ نے اپنے "بون یار" (Bonn Challenge) پروگرام کے تحت 2020 تک 150 ملین ہیکٹر زمین پر دوبارہ جنگلات لگانے کا ہدف رکھا تھا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس عالمی کوشش میں حصہ لیں اور اپنی ذاتی اور اجتماعی سطح پر شجرکاری کو فروغ دیں۔ امام ابویوسف بیان کرتے ہیں کہ:

لَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يَأْذَنَ فِي قَطْعِ شَجَرِ الْمَدِينَةِ وَلَا شَجَرِ الْحَرَمِ وَلَا شَجَرِ الْبَادِيَةِ الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِهِ الْمُسْلِمُونَ وَتَلْجَأُ إِلَيْهِ الْبَهَائِمُ[21]

"حکمران کے لیے مناسب نہیں کہ وہ مدینہ کے درخت کاٹنے کی اجازت دے، نہ حرم کے درختوں کی، اور نہ ان درختوں کی جو صحرا میں ہیں جن کے سائے میں مسلمان سایہ حاصل کرتے ہیں اور جن کی طرف جانور پناہ لیتے ہیں۔"

---

[20] امام محمد بن اسماعیل البخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب المزارعہ، باب فضل الزرع والغرس، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث نمبر: 2320

[21] امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری، "کتاب الخراج"، (بیروت: دار المعرفہ، 2015)، صفحہ 156

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 04 (2025)

امام ابو یوسف نے حکمرانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان درختوں کو کاٹنے کی اجازت نہ دیں جو عام مسلمانوں اور جانوروں کے لیے فائدہ مند ہیں۔ اس میں شہروں کے درخت، حرم کے درخت (جو مکہ اور مدینہ میں ہیں)، اور صحرائی درخت سب شامل ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ درختوں کو کاٹنے پر پابندی لگائے اور ان کے تحفظ کے لیے قوانین بنائے۔ جدید دور میں بہت سے ممالک میں جنگلات کی کٹائی پر پابندی کے قوانین موجود ہیں، لیکن ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ امام ابو یوسف کا یہ اصول بتاتا ہے کہ حکمران خود ان قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کرے۔ خاص طور پر وہ درخت جو سائے فراہم کرتے ہیں، یعنی شہروں کے درخت اور سڑکوں کے کنارے لگے درخت، ان کا کاٹنا منع ہے۔ جانوروں کے تحفظ کے لیے بھی درخت ضروری ہیں کیونکہ وہ جانوروں کو سایہ اور خوراک فراہم کرتے ہیں۔

جمادات کے تحفظ میں شریعت کا کردار

جمادات یعنی زمین، پانی، ہوا، پہاڑ اور معدنیات یہ سب وہ ذخائر ہیں جن پر انسانی تہذیب کا انحصار ہے۔ شریعت نے ان اشیاء کو بھی ضائع کرنے، آلودہ کرنے اور تباہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ "لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ" (نہ ضرر پہنچاؤ اور نہ ضرر کا بدلہ لو)۔ اس قاعدے کی روشنی میں ماحول کو آلودہ کرنا اور قدرتی وسائل کو تباہ کرنا حرام ہے۔ عصری دور میں صنعتی فضلہ، پلاسٹک آلودگی، ایئر پولیوشن، اور پانی کی آلودگی نے انسانیت کو شدید مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ ہر سال لاکھوں افراد فضائی آلودگی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔ شریعت کے احکام کی روشنی میں ان مسائل کا حل ممکن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ[22]

"اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ، اور اسی کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے پکارو، بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زمین میں فساد پھیلانے سے منع فرمایا ہے۔ "فساد" کا لفظ بہت وسیع ہے جس میں ہر طرح کی برائی اور تباہی شامل ہے۔ علامہ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ زمین میں فساد پھیلانے کے معنی ہیں: اللہ کی نافرمانی کرنا، ظلم و زیادتی کرنا، لوگوں کو راستے سے روکنا، اور جو زمین کو آباد کرنے والے ہیں انہیں نقصان پہنچانا۔ اس آیت کی روشنی میں، ماحولیاتی آلودگی کو بھی زمین میں فساد پھیلانے کا ایک حصہ سمجھا جا سکتا ہے۔ جب لوگ دریاؤں اور نہروں میں زہریلا کیمیکل پھینکتے ہیں، جب فیکٹریاں دھواں اڑا کر فضا کو آلودہ کرتی ہیں، جب لینڈ فلز میں کوڑا کرکٹ جمع کر کے زمین کو خراب کیا جاتا ہے - یہ سب "فساد فی الارض" کی مختلف صورتیں ہیں۔ آیت میں "بَعْدَ إِصْلَاحِهَا" کا جملہ بتاتا ہے کہ اللہ نے زمین کو ایک متوازن اور قابل استعمال حالت میں پیدا کیا تھا، لیکن انسانوں نے اپنے کرتوتوں سے اسے خراب کر دیا۔ لہٰذا، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس فساد کو روکیں اور زمین کو دوبارہ درست کریں۔ جدید ماحولیاتی تحریک "Eco-Islam" بھی اسی اصول پر کام کر رہی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[22] الاعراف، 56

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالظِّلِّ[23]

"ان تین لعنت والی چیزوں سے بچو: پانی کے ذخائر میں پاخانہ کرنے سے، راستے میں (بیٹھ کر قضائے حاجت کرنے) سے، اور سایہ کی جگہ میں (پاخانہ کرنے) سے۔"

یہ حدیث پانی اور زمین کی آلودگی کے حوالے سے اہم ہدایت دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین جگہوں کو قضائے حاجت کے لیے منع فرمایا ہے: (1) پانی کے ذخائر میں (جہاں لوگ پانی لیتے ہیں)، (2) راستے میں (جہاں لوگ چلتے پھرتے ہیں)، اور (3) سایہ دار جگہوں میں (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کرتے ہیں)۔ ان تینوں جگہوں کو "ملاعن" یعنی لعنت والی جگہیں اس لیے کہا گیا ہے کہ ان جگہوں پر قضائے حاجت کرنے سے دوسرے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ بد دعا دیتے ہیں۔ اس حدیث کا اصول یہ ہے کہ انسان کو اس طرح کام نہیں کرنا چاہیے جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے۔ اس اصول کو جدید دور میں "Public Nuisance" کہا جاتا ہے۔ آج کل لوگ دریاؤں اور نہروں میں کیمیکلز پھینکتے ہیں، فیکٹریوں کا دھواں ہوا میں چھوڑتے ہیں، اور عوامی مقامات پر کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں۔ یہ سب اس حدیث کی خلاف ورزی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، ماحول کو صاف رکھنا ایمان کا حصہ ہے اور آلودگی پھیلانا گناہ ہے۔ امام ابن تیمیہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِذَا كَانَ شَيْءٌ مِنْ الْمُبَاحَاتِ يُؤَدِّي اسْتِعْمَالُهُ إِلَى ضَرَرٍ عَامٍّ فِي الْأَبْدَانِ أَوْ فِي الْأَمْوَالِ أَوْ فِي الْأَعْرَاضِ أَوْ فِي الْعُقُولِ أَوْ فِي الدِّينِ فَيَجِبُ الْمَنْعُ مِنْهُ[24]

"اگر مباح چیزوں میں سے کسی چیز کا استعمال جسم، مال، عزت، عقل، یا دین میں عام نقصان کا باعث بنے تو اس سے روکنا ضروری ہے۔"

امام تقی الدین احمد بن تیمیہ (وفات 728ھ) کا یہ قاعدہ اسلامی فقہ کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے۔ ان کے مطابق، اگر کوئی ایسی چیز جو اصل میں جائز اور مباح ہے، جیسے صنعت، تجارت، یا زراعت، اگر اس کے استعمال سے عام نقصان پہنچنے لگے تو اس پر پابندی لگانی ضروری ہے۔ اس قاعدے کی روشنی میں، ہم جدید صنعتوں کے بارے میں حکم لگا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، پلاسٹک کی پیداوار مباح ہے لیکن اگر پلاسٹک کا غیر ذمہ دارانہ استعمال ماحول کو آلودہ کر رہا ہے اور سمندری جانوروں کو ہلاک کر رہا ہے تو اس پر پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ اسی طرح، کیمیکل فیکٹریاں مباح ہیں لیکن اگر ان کا دھواں فضا کو آلودہ کر کے لوگوں کو بیماریوں میں مبتلا کر رہا ہے تو حکومت کو ان پر پابندی لگانی چاہیے۔ امام ابن تیمیہ نے "مصلحت" کے اصول کو بہت وسعت دی ہے۔ ان کے مطابق، اگر کوئی عمل "عام ضرر" (Public Harm) کا باعث بن رہا ہے تو اسے روکنا واجب ہے، خواہ وہ عمل بظاہر جائز ہی کیوں نہ ہو۔ یہ اصول ماحولیاتی تحفظ کے حوالے سے بہت اہم ہے کیونکہ آج کے دور میں ماحولیاتی آلودگی ایک عام ضرر ہے۔ مسلم حکومتوں کو چاہیے کہ وہ اس اصول کی روشنی میں ماحولیاتی قوانین بنائیں اور آلودگی پھیلانے والوں کے خلاف سخت سزاؤں کا انتظام کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو ایک نہایت متوازن اور منظم نظام کے تحت پیدا کیا ہے، جس میں ہر چیز حیوانات، نباتات اور جمادات - کا ایک خاص مقام اور اہمیت ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا "خلیفہ" اور "امانت دار" بنایا ہے، یعنی اسے یہ ذمہ

[23] امام محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی، "سنن ابن ماجہ"، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن البول فی الماء الراکد، (بیروت: دار احیاء الکتب العربیہ، 2010)، حدیث نمبر: 327

[24] امام تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی، "مجموع الفتاوی"، (المدینہ المنورہ: مجمع الملک فہد، 2010)، جلد 29، صفحہ 219۔

داری سونپی گئی ہے کہ وہ زمین پر اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزارے اور کائنات کی دوسری مخلوقات کے ساتھ انصاف اور احسان کا معاملہ کرے۔ شریعت نے حیوانات، نباتات اور جمادات کے حقوق کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ حیوانات کے حوالے سے احادیث مبارکہ میں انہیں بھوکا پیاسا رکھنے، ان پر زیادہ بوجھ لادے جانے، محض تفریح کے لیے ان کا شکار کرنے، اور انہیں بلا ضرورت مارنے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ نباتات کے حوالے سے درخت لگانے کو صدقہ جاریہ قرار دیا گیا ہے اور جنگوں کے دوران بھی درخت کاٹنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ جمادات کے حوالے سے پانی، ہوا اور زمین کو آلودہ کرنے، وسائل کو ضائع کرنے، اور اسراف کرنے کو حرام کہا گیا ہے۔

عصری دور میں ماحولیاتی بحران نے شدت اختیار کر لی ہے۔ صنعتی فارمز، جنگلات کی کٹائی، آبی آلودگی، اور فضائی آلودگی نے انسانیت کو لاحق سب سے بڑے خطرات میں سے ایک ہیں۔ شریعت کے احکام ان تمام مسائل کا جامع اور مؤثر حل فراہم کرتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ مسلم ممالک اپنے قانون سازی کے عمل میں ان شریعت کے اصولوں کو شامل کریں، عوام کو ان کی ماحولیاتی ذمہ داریوں سے آگاہ کریں، اور بین الاقوامی سطح پر ماحولیاتی تحفظ کے لیے کام کریں۔ شریعت اسلامیہ کا ماحولیاتی نظام دنیا کے جدید ترین ماحولیاتی چارٹرز سے کہیں زیادہ جامع، مکمل اور پائیدار ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس قیمتی ورثے کو سمجھیں، اس پر عمل کریں، اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک صاف اور محفوظ ماحول چھوڑیں۔

نتائج

- شریعتِ اسلامیہ حیوانات، نباتات اور جمادات کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک جامع اور متوازن نظام فراہم کرتی ہے۔
- اسلام جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کی ضروریات کی تکمیل اور ان پر ظلم سے اجتناب کا حکم دیتا ہے۔
- نباتات کے تحفظ اور شجر کاری کو اسلامی تعلیمات میں صدقۂ جاریہ اور باعثِ اجر عمل قرار دیا گیا ہے۔
- پانی، زمین اور دیگر قدرتی وسائل کے ضیاع اور آلودگی کو شریعت نے ناپسندیدہ اور ممنوع قرار دیا ہے۔
- اسلامی تصورِ خلافت انسان کو کائنات کا محافظ اور ذمہ دار امانت دار بناتا ہے۔
- قرآن وسنت ماحولیاتی توازن اور قدرتی وسائل کے پائیدار استعمال کی تعلیم دیتے ہیں۔
- جدید ماحولیاتی مسائل کے حل کے لیے اسلامی تعلیمات مؤثر رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔
- اسلامی اصول ماحولیاتی انصاف اور آنے والی نسلوں کے حقوق کے تحفظ کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

سفارشات

- ماحولیاتی تحفظ سے متعلق اسلامی تعلیمات کو تعلیمی نصاب اور دینی تربیت کا حصہ بنایا جائے۔
- مسلم ممالک اپنی قانون سازی اور پالیسیوں میں شریعت کے ماحولیاتی اصولوں کو شامل کریں۔
- شجر کاری، جنگلات کے تحفظ اور قدرتی وسائل کے پائیدار استعمال کو فروغ دیا جائے۔

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue **No:** 04 (2025)

- جانوروں کی فلاح و بہبود کے لیے مؤثر قوانین اور عملی اقدامات کیے جائیں۔
- پانی، ہوا اور زمین کی آلودگی کی روک تھام کے لیے سخت نگرانی اور عوامی شعور بیدار کیا جائے۔

مصادر و مراجع

- القرآن الکریم
- امام محمد بن اسماعیل البخاری، "الجامع الصحیح"، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)
- امام مسلم بن الحجاج القشیری، " صحیح مسلم "، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2015)
- امام محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی، "سنن ابن ماجہ "، (بیروت: دار احیاء الکتب العربیہ، 2010)
- امام ابو داود سلیمان بن اشعث السجستانی، "سنن ابی داود "، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2020)
- امام احمد بن حنبل الشیبانی، "مسند احمد "، (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2017)
- امام مالک بن انس الاصبحی، "الموطا"، (بیروت: دار احیاء العلوم، 2019)
- امام عز الدین بن عبد السلام السلمی، " قواعد الاحکام فی مصالح الانام "، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2010)
- امام ابو اسحاق الشاطبی، "الموافقات فی اصول الشریعہ "، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2019)
- امام شمس الائمہ محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط "، (بیروت: دار المعرفہ، 2014)
- امام یحییٰ بن شرف النووی، "المجموع شرح المھذب"، (بیروت: دار الفکر، 2017)
- امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری، "کتاب الخراج"، (بیروت: دار المعرفہ، 2015)
- امام شہاب الدین احمد بن ادریس القرافی، "الفروق"، (بیروت: عالم الکتب، 2016)
- امام تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی، " مجموع الفتاوی"، (المدینہ المنورہ: مجمع الملک فہد، 2010)